ازعدالت عظمیٰ

سینٹ رام اور دیگر۔

بنام

لیب سنگھ اور دیگر۔

[پی۔بی۔گجیندر گڈکر،سی۔جے۔،کے۔این۔وانچو،ایم۔ہدایت اللہ،کے۔سی۔داس گپتا اور این۔راجگو پالا آیان نگر،جے۔جے]

رواج پر مبنی پری ایمپشن -کیا ہندوستان کے آئین کی خلاف ورزی کرتا ہے-"نافذ قوانین"- چاہے اس میں ہندوستان کے رواج اور استعمال کا آئین، آرٹیکلز شامل ہوں۔ .13,19

مدعا علیہ کی طرف سے دائر کیے گئے مقدمے میں، منصف نے اگرچہ یہ مؤقف اختیار کیا کہ محلے میں حق شفا کا ایک عام رواج ہے اور مدعا علیہ کو اس رواج کے تحت حق شفا حاصل ہے، اس نے مقدمہ مسترد کر دیا کیونکہ فروخت میں مدعا علیہ کے گھر اور فروخت شدہ جائیداد کے درمیان 3 فٹ 6 انچ چوڑی زمین کی پٹی شامل نہیں تھی۔ مدعا علیہ کی اپیل کو ضلعی جج نے منظور کر لیا۔ اپیل گزاروں نے ہائی کورٹ میں اپیل کی جو ڈویژن بنچ کے جواب کی وجہ سے ناکام رہی جس پر سوال بھیجا گیا تھا۔ ڈویژن بنچ نے فیصلہ دیا کہ ہمسایہ گی کی بنیاد پر پری ایمپشن سے متعلق قانون آرٹیکل 19 (5) کے ذریعے محفوظ کیا گیا تھا اور آئین کے آرٹیکل 13 کے تحت کالعدم نہیں تھا۔ اپیل کنندہ نے بھاؤرام بمقابلہ بیجناتھ

میں اس عدالت کے فیصلے پر بھروسہ کیا اور دعوی کیا کہ ہمسایہ گی کی بنیاد پر حق شفا کا دعوی نہیں کیا جا سکتا۔ جواب میں جواب دہندگان نے دعوی کیا کہ (ا) بھاؤرام کا معاملہ قانون سازی کے اقدام سے متعلق تھا جبکہ موجودہ معاملہ رواج سے پیدا ہوا اور اس طرح ممتاز تھا اور (ب) کہ آرٹیکل 13 (1) "تمام نافذ قوانین" سے متعلق ہے اور رواج سی ایل میں "نافذ قوانین" کے جملے کی تعریف میں شامل نہیں تھا۔ (3) (ب) آرٹیکل 13۔

منعقد: (i) جہاں تک قانونی قانون کا تعلق ہے، بھاؤرام کا معاملہ یہ فیصلہ کرتا ہے کہ ہمسایہ گی پر مبنی پری ایمپشن کا قانون کالعدم ہے۔ اس عدالت کی طرف سے قانونی قانون کو کالعدم قرار دینے کے لیے دی گئی وجوہات رواج پر یکساں طور پر لاگو ہوتی ہیں۔

بھاؤرام بمقابلہ بی بی بیجناتھ سنگھ، [1962] ضمنی۔ 3 S.C.R 724 ۔

دگمبر سنگھ بمقابلہ احمد سعید خان، ایل آر 42 آئی اے 10، حوالہ دیا گیا۔

(ii) ہندوستان کے علاقے میں قانون کی طاقت رکھنے والے رواج اور استعمال کو "تمام نافذ قوانین" کے اظہار میں شامل کیا گیا ہے۔

دیوانی اپیل کا عدالتی حد اختیار: سول اپیل نمبر 1964299 کا۔ 1957 کی دوسری اپیل نمبر 620 میں الہ آباد ہائی کورٹ کے 26 ستمبر 1961 کے فیصلے اور حکم سے اپیل۔

جے پی گوئل، اپیل گزاروں کے لیے۔

بی سی مشرا، مدعاعلیہ نمبر 1 کے لیے۔

15 اپریل 1964۔ عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

الہ آباد میں ہائی کورٹ آف جوڈیکیچر کے سرٹیفکیٹ کے ذریعے یہ اپیل، اپیل کنندگان پہلے مدعاعلیہ کی طرف سے دائر کیے گئے مقدمے میں چار اصل مدعاعلیہان ہیں۔ کیسری بیگم (مدعاعلیہ نمبر 2) نے 4 دسمبر 1953 کو اپیل گزاروں کو محلے گھیر عبدالرحمٰن خان، قصبہ ملک، تحصیل ملک، ضلع رام پور میں ایک پلاٹ اور دو مکانات فروخت کر دیے۔ پہلا مدعا علیہ لابھ سنگھ ملحقہ مکان کا مالک تھا اور اس نے معمول کے مطالبات کرنے کے بعد ہمسایہ گی کی بنیاد پر پیشگی معافی کا دعوی کیا۔ لابھ سنگھ نے یہ مقدمہ منصف، رام پور کی عدالت میں دائر کیا تھا جس نے 25 ستمبر 1955 کے اپنے فیصلے میں کہا تھا کہ ملک قصبے میں قبل از وقت رہائی کا ایک عام رواج ہے۔ انہوں نے یہ بھی مؤقف اختیار کیا کہ لابھ سنگھ قبل از وقت کام کرنے کا حقدار تھا اور اس نے طلب انجام دیے تھے۔ تاہم، اس نے مقدمہ مسترد کر دیا کیونکہ فروخت میں لابھ سنگھ کے گھر اور فروخت شدہ جائیداد کے درمیان 3 فٹ 6 انچ چوڑی زمین کی پٹی شامل نہیں تھی۔ اس نے اخراجات کے بارے میں کوئی آرڈر نہیں دیا۔ لابھ سنگھ کی طرف سے اپیل کی گئی تھی اور موجودہ اپیل گزاروں نے اعتراض کیا تھا۔ ضلع جج، رام پور نے اپیل کو منظور کر لیا اور اعتراضات کو مسترد کر دیا۔ اس کے بعد اپیل گزاروں نے الہ آباد ہائی کورٹ میں دوسری اپیل دائر کی۔ اپیل کی سماعت کرنے والے جسٹس وی ڈی بھارگو نے درج ذیل سوال کو ڈویژن بنچ کے پاس بھیج دیا:-

"چاہے آئین کے عمل میں آنے کے بعد، قبل از وقت استثنی کا حق آئین کے آرٹیکل 13 کے ساتھ پڑھے جانے والے آرٹیکل 19 (1) (ایف) کی دفعات کے منافی ہے، یا

اسے آرٹیکل 19 کی شق (5) کے ذریعے محفوظ کیا گیا ہے؟
ڈویژنل بنچ نے فیصلہ دیا کہ وسیبنج کی بنیاد پر پری ایمپشن سے متعلق قانون آرٹیکل 19 کی شق (5) کے ذریعے محفوظ کیا گیا تھا اور آئین کے Art.13 کے تحت کالعدم نہیں تھا۔ اس جواب کے پیش نظر دوسری اپیل خارج کر دی گئی۔ تاہم ہائی کورٹ نے کیس کی تصدیق کی اور موجودہ اپیل دائر کر دی گئی ہے۔

مسٹر جسٹس وی ڈی بھارگو کی طرف سے پوچھے گئے سوال پر اس عدالت نے دفعہ 10 کے سلسلے میں غور کیا۔ بھاؤ رام بمقابلہ بی بیجناتھ سنگھ () میں ریوا اسٹیٹ پری ایمپشن ایکٹ، 1946۔ اس عدالت نے اکثریت سے فیصلہ دیا کہ ہمسایہ گی کی بنیاد پر پری ایمپشن کا قانون آئین کے آرٹیکل 19 (1) (ایف) کے ذریعہ ضمانت شدہ جائیداد کے حصول، رکھنے اور اسے ٹھکانے لگانے کے حق پر غیر معقول پابندیاں عائد کرتا ہے اور کالعدم ہے۔ اس بات کی نشاندہی کی گئی کہ اس نے دکاندار اور دکاندار دونوں پر پابندیاں عائد کر دی ہیں اور اس سے عام لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں ہوا اور اس کی حمایت میں واحد وجہ یہ دی گئی ہے کہ اس سے مختلف مذاہب، نسلوں یا ذاتوں سے تعلق رکھنے والے افراد کو کسی بھی علاقے میں جائیداد حاصل کرنے سے روکا گیا ہے جہاں دوسرے مذاہب کے افراد آباد ہیں۔ نسلوں یا ذاتوں کو آئین کے آرٹیکل 15 کے پیش نظر معقول نہیں سمجھا جا سکتا۔

اگر یہ فیصلہ لاگو ہوتا ہے تو موجودہ اپیل کو کامیاب ہونا چاہیے۔ مسٹر بی سی مشرا، جولا بھ سنگھ کی طرف سے پیش ہوتے ہیں، بھاؤ رام کے معاملے میں فرق کرنے کی کوشش کرتے ہیں (1)۔ وہ دعوی کرتے ہیں کہ پہلے کا مقدمہ قانون سازی کے اقدام سے متعلق تھا جبکہ پری ایمپشن کا موجودہ معاملہ رواج سے پیدا ہوتا ہے۔ وہ دگمبر سنگھ بمقابلہ احمد سعید خان (1) کے فیصلے کا حوالہ دیتے ہیں جہاں پریوی کونسل کی عدالتی کمیٹی نے ہندوستان میں

گاؤں کی برادریوں میں پری ایمپشن کے قانون کی ابتدائی تاریخ دی ہےاورنشاندہی کی ہے کہ پری ایمپشن کے قانون کی ابتدا مسلم قانون میں ہوئی تھی اور یہ کبھی کبھی گاؤں میں شراکت داروں کے درمیان معاہدے کانتیجہ تھا۔مسٹرمشرا کا دعوی ہے کہ آرٹیکلز۔14اور 15 کو ریاست سے مخاطب کیا گیاہےجیسا کہ Art.12 میں بیان کیا گیاہےاور یہ رواج یامعاہدے پرلاگونہیں ہوتے ہیں کیونکہ نہ ہی،اس کے مطابق،آئین کے آرٹیکل 13 (3)(b) میں دی گئی تعریف کےاندرقانون کے مترادف ہے۔وہ پیش کرتا ہے کہ اس عدالت کے فیصلے میں موجودہ مقدمے کااحاطہ نہیں کیا گیاہےاور یہ کہ ہمسایہ گی کی بنیاد پر پری ایمپشن کے روایتی قانون کی صداقت کے سوال پرغورکرناضروری ہے۔

پری ایمپشن کے قانون کے ذرائع کودریافت کرنے کے لیےقدیم قانون میں جاناشاید ہی ضروری ہے چاہے وہ روایتی ہو یامعاہدے یا قانون کانتیجہ ہو۔جہاں تک قانونی قانون کاتعلق ہے، بھاؤرام کا معاملہ(2) یہ فیصلہ کرتا ہے کہ ہمسایہ گی پرمبنی پری ایمپشن کا قانون کالعدم ہے۔اس عدالت کی طرف سے قانون کوکالعدم قرار دینے کے لیے دی گئی وجوہات رواج پر یکساں طور پرلاگو ہوتی ہیں۔اس طرح واحد سوال یہ ہے کہ کیااس طرح کارواج بنیادی حقوق اورخاص طور پرآرٹیکل 19(i)(f) سے متعلق حصہ III سے متاثر ہوتا ہے۔مسٹرمشرااس سلسلے میں عمدہ انداز میں نشاندہی کرتے ہیں کہ آرٹیکل 13(1) "تمام نافذقوانین" سے متعلق ہےاوررواج آرٹیکل 13 کی شق(3)(بی) میں "نافذ قوانین" کے جملے کی تعریف میں شامل نہیں ہے۔اس مرحلے پرآرٹیکل 13 کو پڑھنا مناسب ہے:

'' .13(1)اس آئین کے آغاز سےفوراپہلے ہندوستان کےعلاقے میں نافذتمام قوانین، جہاں تک وہ اس حصے کی دفعات سے مطابقت نہیں رکھتے ہیں،اس طرح کی عدم

مطابقت کے خاتمے تک کالعدم ہوں گے۔

(2) ریاست کوئی ایسا قانون نہیں بنائے گی جو اس حصے کے ذریعے دیے گئے حقوق کو چھین لے یا ان میں کمی کرے اور اس شق کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بنایا گیا کوئی بھی قانون، خلاف ورزی کی حد تک کالعدم ہوگا۔ (3) اس مضمون میں، جب تک کہ سیاق و سباق دوسری صورت میں دوبارہ ضروری نہ ہو۔-

(ا) "قانون" میں کوئی بھی آرڈیننس، آرڈر، ضمنی قانون، قاعدہ، ضابطہ، نوٹیفکیشن، رواج یا استعمال شامل ہے جو ہندوستان کے علاقے میں قانون کی طاقت رکھتا ہے۔

(ب) "نافذ قانون" میں وہ قوانین شامل ہیں جو اس آئین کے آغاز سے پہلے ہندوستان کے علاقے میں کسی قانون ساز یا دیگر مجاز اتھارٹی کے ذریعہ منظور یا بنائے گئے تھے اور جو پہلے منسوخ نہیں کیے گئے تھے، اس کے باوجود کہ ایسا کوئی قانون یا اس کا کوئی حصہ اس وقت بالکل یا مخصوص علاقوں میں نافذ نہیں ہوسکتا ہے۔

مسٹر مشرا کی دلیل یہ ہے کہ آرٹیکل 13 (3) (اے) میں "قانون" کی تعریف کو پہلی شق کے مقاصد کے لیے استعمال نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ اس کا مقصد دوسری شق میں لفظ "قانون" کی وضاحت کرنا ہے۔ اس کے مطابق۔ شق (1) میں استعمال ہونے والے فقرے "نافذ قوانین" کی تعریف (3) (بی) میں کی گئی ہے اور صرف یہی تعریف پہلی شق کو کنٹرول کرتی ہے، اور چونکہ اس تعریف میں رسم و رواج یا استعمال کا کوئی حساب نہیں

ہے، رواج پر مبنی پری ایمپشن کا قانون آرٹیکل 19(i)(f) سے متاثر نہیں ہوتا ہے۔ ہمارے فیصلے میں، "قانون" کی اصطلاح کی تعریف کو پہلی شق کے ساتھ پڑھا جانا چاہیے۔ اگر "نافذ قوانین" کے جملے کی تعریف نہیں دی گئی ہوتی تو یہ بالکل واضح ہے کہ لفظ "قانون" کی تعریف کو پہلی شق کے ساتھ پڑھا جاتا۔ سوال یہ ہے کہ کیا جامع جملے "نافذ قوانین" کی وضاحت کرنے کا ارادہ پہلی تعریف کو خارج کرنا ہے۔ "نافذ قوانین" کے جملے کی تعریف ایک جامع تعریف ہے اور اس کا مقصد آئین کے آغاز سے قبل کسی مقنّنہ یا دیگر مجاز اتھارٹی کے ذریعے منظور یا بنائے گئے قوانین کو شامل کرنا ہے، اس حقیقت سے قطع نظر کہ قانون یا اس کا کوئی حصہ مخصوص علاقوں میں یا بالکل بھی عمل میں نہیں تھا۔ دوسرے لفظوں میں، قوانین، جو عمل میں نہیں تھے، حالانکہ قانون کی کتاب میں، "نافذ قوانین" کے جملے میں شامل تھے۔ لیکن دوسری تعریف کسی بھی طرح سے پہلی شق میں لفظ "قانون" کے دائرہ کار کو محدود نہیں کرتی جیسا کہ اس لفظ کی تعریف کے ذریعے بڑھایا گیا ہے۔ یہ محض کسی ایسی چیز کو شامل کر کے اسے بڑھانے کی کوشش کرتا ہے جسے، لیکن دوسری تعریف کے لیے، پہلی تعریف میں شامل نہیں کیا جائے گا۔ دو زبردست وجوہات ہیں کہ ہندوستان کے علاقے میں رواج اور استعمال کے قانون کی طاقت کو "تمام نافذ قوانین" کے اظہار کے ذریعے غور کیا جانا چاہیے۔ سب سے پہلے، دوسری صورت میں، پہلی شق کے عمل کو اس طرح سے محدود کرے گا کہ پہلی تعریف میں مذکور چیزوں میں سے کوئی بھی بنیادی حقوق سے متاثر نہ ہو۔ دوسرا، یہ دیکھنا ہے کہ دوسری شق ریاست کے بنائے ہوئے "قوانین" کی بات کرتی ہے اور رواج یا استعمال ریاست کے ذریعے نہیں کیا جاتا ہے۔ اگر پہلی تعریف صرف شق (2) پر لاگو کرتی ہے۔ تب الفاظ "رواج یا استعمال"، نہ تو شق (1) پر لاگو ہوں گے۔ (1) نہ ہی شق (2) اور اس کا ارادہ شاید ہی ہو سکتا تھا۔ یہ واضح ہے کہ دونوں تعریفیں آرٹیکل کی پہلی شق کے معنی کو کنٹرول کرتی ہیں۔ اس لیے اس دلیل کو قبول نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے بعد جواب دہندہ نمبر 1 اب آئین کے نسخوں اور بھاؤ رام کے

معاملے (") میں اس عدالت کے تعین کے پیش نظر فرمان کو برقرار نہیں رکھ سکتا۔ اپیل کی اجازت دی جائے گی لیکن معاملے کے حالات میں فریقین اپنے اخراجات پورے برداشت کریں گے۔

اپیل کی اجازت دی گئی۔

Meraj U Din Sofi
2024.04.02 15:04
I attest to the accuracy and
integrity of this document